ابو الاعلیٰ مودودی اور حاکمیت واطاعت میں شرک کے معنی میں غلو

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ المتوفی سن 1420ھ
(سابق مفتئ اعظم، سعودی عرب)
ترجمہ وترتیب وفوائد: طارق علی بروہی
مصدر: مختلف مصادر
پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ہے عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے حضرت برادرم مکرم فضیلۃ الشیخ ابو الاعلیٰ المودودی (وفقہ اللہ واسبغ علیہ لباس العافیۃ فی الدین والبدن، آمین) کی طرف،

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد:

مجھے آپ کا گرامی قدر خط رقم 1526 وتاریخ 1392/4/2ھ[1] موصول ہوا، اللہ تعالی آپ کو اپنی ہدایت کے ساتھ ملائے۔ اور میں نے جان لیا جو کچھ تشریح آپ نے اپنے حال اور اپنے استاد (میاں) طفیل محمد کے حال کے تعلق سے فرمائی جو کہ جماعت کی امارت میں آپ فضیلت مآب کے خلیفہ ہیں، اور جو کچھ آپ نے جماعت کی حالت کی تشریح ووضاحت فرمائی۔ اس سے مجھے نہایت خوشی ہوئی جو کچھ آپ نے استاد طفیل کا حال بیان کیا ہے جماعت میں شامل ہونے سے پہلے اور اس کے بعد، اور جو کچھ اللہ تعالی نے ان کے ہاتھوں خیر جاری فرمائی اور ان کی جماعتی امارت سنبھالنے کے بعد جو جہود میں اضافے پر اضافہ ہوا، سرگرمیوں کی تجدید، اور دعوت اسلامی کی آگے کی جانب پیش قدمی وترقی اور اسلامی رہنمائی، پس ان سب پر ہم اللہ تعالی کی حمد بیان کرتے ہیں[2]۔

---

[1] بعض جگہ 1393ھ بھی مذکور ہے۔

[2] البتہ ان کے حالات آج بالکل واضح ہو جانے کے بعد خود سعودی علماء کے مشورے سے اخوان المسلمین جو کہ عرب کی جماعت اسلامی ہے کو دہشتگرد تنظیم قرار دے کر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

اور جو کچھ آپ نے ذکر کیا اس تعلق سے جو ہمارے درمیان اسلامی اخوت اور مودت کے عہد وپیماں ہیں اس وقت سے جب سے ہمارے درمیان تعارف ہوا تھا تو یہ ایک معلوم بات ہے، اور ہم اللہ تعالی کی اس پر حمد بیان کرتے ہیں اور اس سبحانہ وتعالی سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ اس میں مزید قوت، مضبوطی اور ثبات عطاء فرمائے، اور ہم سب کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کی طرف بلانے والا پیشوا بنائے رکھ یہاں تک کہ ہم اس سے ملاقات کریں[3]۔

اسی طرح سے جو آپ فضیلت مآب نے ذکر کیا کہ آپ جناب کی طرف سے پاکستان کے ان علماء کرام پر کوئی کلام نہیں کیا گیا جو دعوت اسلام کے لیے معروف ہیں، اور یہ کہ بے شک آپ کی عادت میں سے نہیں داعیان کے یوں درپے ہونا جس سے ان کی تنقیص شان ہو، اور ان کی حقارت کا سبب بنے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ میں بھی آپ فضیلت مآب کے بارے میں یہی کچھ جانتا ہوں اور مجھے نہیں یاد کہ آپ خیر کے ساتھ معروف علماء کرام کے کبھی یوں درپے ہوئے ہوں حالانکہ بلاشبہ اہل علم کی جانب سے کسی پر نقد کرنا یا جرح کے مستحق لوگوں پر جرح کرنا امت کے لیے خیر خواہی چاہنے کے باب میں سے ہے، اور اس کی بدعت یا انحراف سے تحذیر وخبردار کرنا بالکل متعین وحتمی امر ہے جیسا کہ سابقہ لاحقہ تمام علماء اسلام کرتے آئے ہیں (یعنی یہ کوئی معیوب بات نہیں)[4]۔

لیکن یہ بات ٹھیک ہے کہ مجھے نہیں یاد کہ میری موجودگی میں آپ معروف اہل علم میں سے (جو کہ خیر واستقامت کے بطور معروف ہیں) کسی کے برائی کے ساتھ کبھی درپے ہوئے ہوں۔ پس اس بارے میں اللہ تعالی کی ہی حمد ہے جس نے آپ کو یہ توفیق دی، اور آپ کو اس چیز سے بچائے رکھا جو آپ جیسے اہل علم کے لائق نہیں۔

---

[3] اس پورے خط میں سیکھنے کے بہت سے پہلو ہیں کہ کس طرح راسخ فی العلم علماء کرام تمام مسلمانوں کے بارے میں بنیادی وبہترین حسن ظن رکھتے ہیں جب تک اس کے برخلاف ثابت نہ ہو، منسوب باتوں کی تصدیق کرتے ہیں، غلطی وباطل کا بھی عمدہ پیرائے میں رد کرتے ہیں، پرحکمت کلام کے ساتھ نصیحت کرتے اور ہدایت کے خواہاں رہتے ہیں۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

[4] یہاں مشہور اخوانی وجماعت اسلامی والے باطل اصول کا رد بھی فرمایا جسے اپنے زعم میں مولانا مودودی بطور خوبی بیان فرمارہے تھے کہ میں کسی کا رد نہیں کرتا بس دین کی طرف جو بھی منسوب ہو تو سب ٹھیک ہے، باقی ان کا رد وبغاوت تو صرف حکمرانوں کے خلاف ہوتی ہے! مگر شیخ نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا واقعی آپ ایسا نہیں کرتے مگر دلیل کے ساتھ غلطی کرنے والوں اور اہل بدعت پر علمی رد واجب ہے اور یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

البتہ جو آپ نے ذکر کیا کہ آپ تک سعودی میں مقیم بعض لوگوں کے کچھ خطوط پہنچے ہیں جن میں ذکر ہے کہ پاکستان سے بعض حجاج وزائرین نے اور بعض مملکت سعودیہ میں مقیم لوگوں نے آپ فضیلت مآب کے تعلق سے اور جماعت اسلامی کے تعلق سے بعض امور مجھ تک پہنچائے ہیں جو کہ غیر صحیح ہیں، اور انہوں نے آپ پر بعض باتیں جھوٹی منسوب کر دی ہیں جو کہ آپ کی شخصیت اور جماعت اسلامی پر طعن کو متضمن ہیں، اور یہ کہ آپ تک یہ بات پہنچی کہ استاد طفیل کے خلاف سر توڑ کوششیں کی جارہی ہیں اور ان پر طعن کیا جارہا ہے۔۔۔الخ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: میں یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ بھی آپ نے ذکر کیا اس کی کوئی صحت نہیں اور الحمدللہ مجھ تک نہیں پہنچی، نہ آپ کے تعلق سے نہ ہی جماعت کے تعلق سے اور نہ ہی استاد طفیل کے تعلق سے کوئی بات مگر خیر کی اور جہد مسلسل کی سوائے دو تین اشخاص کی طرف سے ان کے نام مجھے یاد نہیں، انہوں نے میرے پاس آکر حج کے بعد بات کی تھی استاد طفیل کے تعلق سے اس طور پر کہ ان کی اسلامی معلومات بہت ناقص ہیں۔ میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ جب جماعت والوں اور استاد مودودی نے ان کا انتخاب کیا ہے تو پھر اس میں برکت اور کفایت ہوگی ان شاء اللہ۔ کیونکہ بلاشبہ وہ ان کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں یا اسی معنی کا کوئی کلام میں نے کیا تھا اور ان کی باتوں کو بالکل بھی اہمیت و وقعت نہ دی، نہ ہی اس موضوع پر کم ہو یا زیادہ کچھ لکھا، نہ ہی اس بارے میں میری طرف سے کوئی حکم صادر ہوا، کیونکہ میں نے اس جانب التفات ہی نہیں کیا۔ لیکن ہاں ہمارے ملک میں مقیم بعض ملباریوں نے آپ فضیلت مآب کے بارے میں بتایا کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ عبادت کی بلاشبہ تفسیر اطاعت ہی سے کی جاتی ہے، اور ہر وہ شخص جو کسی کی اطاعت کرتا ہے تو یقیناً وہ اس کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ غلامی اور آقا کی تفسیر کی جاتی ہے۔ اور میری طرف شیخ عمر بن احمد الملیباری جن کا مجلہ ''السلسبیل'' ہے نے اس موضوع سے متعلق جو کچھ آپ فضیلت مآب اور جماعت کے بارے میں کہا جاتا ہے بالجزم لکھ کر بھیجا، اور میری طرف ایک عمومی فتوی طلبی کا ایک نسخہ (کاپی) بھیجی، جس میں سے ایک نسخہ میں آپ کی طرف بھی بھیج رہا ہوں۔ مجھے یہ بات بہت عجیب لگی، اور میں نے آپ کے اس خط کے وصول ہونے سے پہلے ہی یہ عزم کیا کہ میں آپ کی طرف اس بارے میں لکھ بھیجوں کہ جو کچھ آپ کی جانب منسوب کیا جارہا ہے اس کی کیا صحت ہے[5]۔

---

[5] حالانکہ یہ سنی سنائی یا ان کی جماعت کی کوئی کم اہمیت والی فروعی بات نہیں بلکہ اصل بنیادوں میں سے ہے، حاکمیت، خلافت اور کلمے وعبادت کی یہ والی تفسیر وغیرہ، پھر آگے شیخ رحمہ اللہ کا رد ملاحظہ کریں اور اندازہ لگائیں پھر جماعت اسلامی اور مولانا مودودی پر شیخ کی کس درجے کی جرح بنتی ہے، بلکہ اس بارے میں شیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی فرمایا:

"مودودی صاحب کا ایک نظریہ جس پر وہ بڑی پختگی کے ساتھ جمے اور حقیقت یہ ہے کے اسی نظریہ کی بنیاد پر انہوں نے اپنی ایک الگ جماعت کی بنیاد رکھی اور اس نظریہ کو اتنی قوت سے پیش کیا کے بڑے بڑے علماء ان سے متاثر ہو گئے اور انہوں نے بھی اس کو قبول کر لیا۔ اگر چہ ان کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے مگر متاثر ہوئے اور اس کو قبول کیا۔ میرے سامنے وہ چیز آئی تو میں بھی کچھ دنوں تک الجھا رہا لیکن اس کے بعد اللہ تعالی نے اس مسئلے کو ایسا صاف کھول دیا کہ کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہیں رہا اور ابھی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا تو آپ کو بھی ان شاءاللہ کوئی شک و شبہہ باقی نہیں رہے گا، اتنا صاف اللہ تعالی نے اس کو کھول دیا۔ مولانا کا نظریہ یہ تھا کہ کسی کی مستقل اطاعت کی جائے تو یہی اس کی عبادت ہے۔ مسلمان اللہ تعالی کی مستقل اطاعت کرتا ہے اور نبی ﷺ کی اطاعت اس لئے کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ گویا نبی ﷺ کی اطاعت جو ہے وہ اللہ تعالی کی اطاعت کی ماتحتی میں ہے لہذا آپ ﷺ کی جب اطاعت کی جائے گی تو اللہ تعالی کی اطاعت ہو گی اور یہ عبادت اللہ کی عبادت بنے گی۔

اب وہاں سے انہوں نے ایک دوسرا مسئلہ نکالا کہ اگر کوئی حکومت اللہ تعالی کے قانون کی بالا دستی کے بغیر حکومت کر رہی ہو تو اس حکومت کی اطاعت کرنا، یہ اس کی عبادت کرنا ہے اور یہ شرک ہے اور یہیں سے شرک فی الحاکمیت کا نظریہ انہوں نے لیا اور اس کو بڑی قوت کے ساتھ پیش کیا اور آج تک اس میں بہت سارے لوگ مشغول ہیں۔ اب میں اس کی حقیقت آپ کے سامنے (پیش کرتا ہوں) یعنی سو، دو سو، چار سو، چھ سو اور کہیں کہیں آٹھ سو صفحات تک کی کتابیں جو ہیں اس مسئلہ پر لوگوں نے لکھ ماری ہیں۔ مسئلہ اس قدر الجھا دیا ہے اور اتنی لمبی لمبی بحث کہ اندازہ کرنا مشکل ہو جائے گا، اس لئے میں آپ کے سامنے چند لفظوں میں بہت دوٹوک طریقے سے اس معاملے کو پیش کرتا ہوں۔

اطاعت عبادت ہے؟ یا عبادت کچھ اور چیز ہے اور اطاعت کچھ اور چیز ہے؟ اس کو آپ سمجھئے! اس کو سمجھنے کے لئے میں آپ کے سامنے ایک یا دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

میرے سامنے ایک نوجوان آیا جماعت اسلامی کا، باتیں کرنے لگا۔ میں بھی ان سے بات کر رہا تھا۔ اب وہ آیا اپنی دعوت کی طرف کہ صاحب ہماری یہ دعوت ہے، میں نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس کو قبول کر لوں۔ تو میں نے بولا دیکھو تمہاری یہ دعوت جو ہے صحیح نہیں ہے۔ کہا کیسے صحیح نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ اگر یہ بیان تمہارا صحیح ہے کہ کوئی شخص کسی حکومت کی اطاعت کرے اور وہ حکومت اللہ کے قانون کی بالا دستی کے تحت نہ چل رہی ہو تو یہ اطاعت عبادت ہو جائے گی، اگر یہ بات صحیح ہے تو مہربانی کر کے باہر چلے جاؤ اور کسی مسلمان کو دیکھو کہ وہ سڑک پر بائیں کنارے سے (ہندوستان میں ہر چیز بائیں کنارے سے چلتی ہے سڑک پر) سائیکل چلا رہا ہو تو اسے کہو کہ بھائی تم ادھر سائیکل مت چلاؤ، اس کنارے میں سائیکل چلانا شرک ہے۔ اب وہ بڑے زور سے بلبلایا کہا کہ مولانا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا میں وہی بات کر رہا ہوں جو تم نے کہی ہے۔ جو بات تم نے کہی ہے میں اس کا نتیجہ بتا رہا ہوں۔ کہا کیسے؟ میں نے کہا یہ حکومت ہندوستان جو ہے اس کی جو حکومت ہے وہ اللہ کے قانون کی بالا دستی کے بغیر ہے یا اللہ کے قانون کی بالا دستی کے تحت ہے؟ کہا کہ نہیں، اللہ کہ قانون کو تسلیم کیے بغیر حکومت کر رہی

ہے۔ تو میں نے کہا اس کے جو قوانین ہونگے ان کی اطاعت کرنا شرک ہو گا یا نہیں ہو گا؟ کہا ہو گا۔ تو میں نے کہا اسی کے قانون کا ایک حصہ ہے کہ سائیکل سڑک کے بائیں کنارے چلائی جائیں۔ لہذا اگر کوئی بائیں کنارے سے سائیکل چلاتا ہے اس حکومت کی اطاعت کرتا ہے اور اسی اطاعت کو آپ عبادت کہتے ہیں۔ اور غیر اللہ کی عبادت کو شرک مانتے ہیں لہذا یہ شرک ہوا۔ اب وہ ایک دم پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا کہ صاحب آپ ہی بتایئے کہ پھر صحیح کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو اطاعت دوسری چیز ہے اور عبادت دوسری چیز ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ کبھی ایک ہی عمل اطاعت بھی ہو اور عبادت بھی ہو لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے ایک عمل اطاعت ہو عبادت نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے ایک عمل عبادت ہو اور اطاعت نہ ہو، یہ سب کچھ ممکن ہے۔ کہا کیسے ہے؟ میں نے کہا آپ سنیں میں بتاتا ہوں۔

سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ: ﴿مَا تَعْبُدُونَ﴾ (تم لوگ کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟) قوم نے کہا: ﴿قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ﴾ (الشعراء: 70-71) (ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لیے مجاور بن کر بیٹھ جاتے ہیں) اب یہ بتایئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم جن بتوں کی عبادت کر رہی تھی کیا وہ ان بتوں کی اطاعت بھی کر رہی تھی؟ وہ بت تو اس لائق سرے سے تھے ہی نہیں کہ کسی بات کا حکم دے سکیں یا کسی بات سے روک سکیں۔ تو یہ قوم جو عبادت کر رہی تھی وہ یہاں پر عبادت تو ہوئی لیکن اطاعت نہیں ہو گی۔ ماننا پڑے گا کہ ہاں بات ٹھیک ہے کہ وہ لوگ اطاعت تو نہیں کر رہے تھے مگر عبادت کر رہے تھے۔ وہ مان گیا میں نے کہا تھوڑا مزید آگے چلتے ہیں، سنیں۔۔۔

عیسائیوں کے متعلق اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کئی جگہ تبصرہ کیا ہے۔ قیامت کے روز پوچھے گا اللہ تعالی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ: ﴿أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ﴾ (المائدۃ: 116) ((اے عیسیٰ) کیا تم نے یہ کہا تھا کہ لوگوں مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو؟) تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فوراً اس کی نفی کریں گے۔ کہیں گے ہم نہیں جانتے۔ جب تک میں زندہ تھا میں ان کی دیکھ بھال کرتا رہا، جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو پھر تو ان کا نگران تھا میں کچھ نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کیا۔ اس طرح سے وہ اپنی برأت کریں گے۔ اچھا اسی قرآن میں یہ بتایا گیا ہے عیسائیوں کے تعلق سے اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی جو عبادت کرتے تھے، کہ یہ لوگ ایسے شخص کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عبادت کرتے تھے اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نفع نقصان نہیں دے سکتے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عبادت جو وہ کر رہے تھے تو کیا ان کی اطاعت بھی کر رہے تھے؟ میں نے ان سے پوچھا: عبادت تو ثابت ہوئی، قرآن نے بھی ان کے اس عمل کو عبادت ہی کہا ہے، تو کیا عیسائی جو ان کی عبادت کرتے ہیں یا کر رہے تھے تو ان کی اطاعت بھی کر رہے تھے؟ اطاعت تو نہیں کر رہے تھے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کبھی حکم نہیں دیا کے میری عبادت کرو، بلکہ اس سے منع کیا ہے۔ تو وہ ان کی معصیت کر رہے تھے۔ اطاعت کے بجائے نافرمانی کر رہے تھے اور وہ عبادت تھی۔ تو عبادت کے لئے ضروری نہیں ہے کے جس کی عبادت کی جائے اس

اور اس مناسبت سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ فضیلت مآب کچھ افادہ پہنچائے گیں جو کچھ اس موضوع کے متعلق آپ کے پاس ہے۔ البتہ جو کچھ آپ کے اس بھائی کے سامنے ظاہر ہے وہ یہ کہ بلاشبہ اطاعت عبادت سے زیادہ وسیع معنی رکھتی ہے، لہٰذا اللہ تعالی کی ہر وہ عبادت جو اس کی شریعت کے موافق ہو وہ اطاعت بھی ہے، لیکن ہر اطاعت جو غیر اللہ کی نسبت سے کی جاتی ہے عبادت نہیں کہلاتی۔ بلکہ اس بارے میں تفصیل ہے۔ اللہ تعالی کی نسبت سے تو یہ عبادت ہو گی جو لوجہ اللہ ایسا کرے لیکن ہو سکتا ہے وہ عبادت صحیح ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ فاسد ہو اس اعتبار سے کہ اس میں عبادت میں پائی جانے والے شرائط پوری ہوئی یا بعض شرائط رہ گئیں۔

پس میں آپ فضیلت مآب سے اس بارے میں تفصیلی افادہ چاہتا ہوں کہ آپ کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے۔ اور اس معاملے کو

کی اطاعت بھی کی جائے۔ بغیر اطاعت کے بھی عبادت ہو سکتی ہے اور نافرمانی کے صورت میں بھی عبادت ہو سکتی ہے۔ اس کو عبادت نہیں کہیں گے۔ یہ مسئلہ ہے، بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

اب صاف ہونے کے بعد آپ کو کیا جاننا چاہیے؟ کسی کے حکم کو ماننا اور بجالانا یہ اس کی اطاعت ہے۔ اور کسی کے تقرب کے لئے یعنی اس کی رضا کے لئے اور اسباب سے بالاتر ہو کر کے اس کی رضا کی جو صورت ہوتی ہے اس رضا کے لئے کوئی کام کرنا یہ اس کی عبادت ہے۔ تو وہ لوگ سیدنا عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کی رضا کے لئے کام کرتے تھے لہذا یہ ان کے عبادت تھی، اور ان کی فرمانبرداری نہیں کرتے تھے لہذا اطاعت نہیں تھی۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تو اس سے اللہ تعالی کی رضا چاہتے ہیں اور اس کا تقرب چاہتے ہیں، اس معنی میں یہ نماز عبادت ہے۔ اور اللہ نے جو حکم دیا ہے اس کو بجا لا رہے ہیں، اس معنی میں یہ اس کی اطاعت ہے۔ اطاعت دوسرے معنی میں ہے عبادت دوسرے معنی میں ہے۔ نماز ایک کام ہے مگر اس میں دونوں چیزیں جمع ہیں، اطاعت بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔

اب مولانا مودودی نے چونکہ یہ نکتہ نکالا تھا کہ کسی کی مستقل اطاعت کرنا ہی عبادت ہے لہذا وہ کہتے تھے کہ بندہ اگر اللہ تعالی کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے تو ساری زندگی اس کی عبادت ہو جائے گی۔ تو ان کے نکتۂ نظر سے تو ظاہری بات ہے یہ عبادت ہو جائے گی۔ لیکن قرآن کا جو نکتۂ نظر ہے اس کے اعتبار سے یہ ساری زندگی یہ عبادت نہیں ہو گی، اطاعت البتہ ہو گی۔ اگر اللہ تعالٰی کا حکم وہ بجالایا ہے تو ساری زندگی اس نے اطاعت کی ہے، اور یہ کار ثواب ہے اور اس کا اس کو ثواب ملے گا۔ لیکن اس کو عبادت نہیں کہیں گے۔ صحیح معنی یہی ہے۔ (یعنی معنوی طور پر اسے عبادت کہا جائے گا کہ ساری زندگی احکام الٰہی کے مطابق گزاری اور مباح کام بھی اس نیت سے عبادت جیسے ثواب کے لائق بن گئے، مگر حکماً جو عبادت ہوتی ہے جو غیر کے لیے کرنے سے انسان حقیقی مشرک اور دین سے خارج بن جاتا ہے وہ نہیں)۔

(شیخ کی اردو تقریر کے آخر میں موجود سوال وجواب کی نشست سے لیا گیا) (توحید خالص ڈاٹ کام)

جو بات اور بھی زیادہ واضح کرے گی وہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالی کی بعض امور میں اطاعت کرتا ہے لیکن وہ شرک میں ملوث ہے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے عبادت کے وصف کی نفی کی جائے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے مشرکین کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ﴾ (الکافرون: 3)

(اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں)

پس اس میں ان (مشرکین) سے (اللہ کی) عبادت کی نفی کی گئی ان کے شرک کی وجہ سے حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ وہ مشکلات میں اللہ کی توحید کے ذریعے عبادت کرتے تھے، اسی طرح سے حج وعمرہ کے ذریعے بھی عبادت کرتے اور بسا اوقات صدقات کے ذریعے بھی اور اس جیسی دیگر عبادات۔

لیکن جب ان عبادات میں خوشحالی کے وقت شرک کی آمیزش پائی جاتی تھی، اور آخرت پر بھی ایمان نہیں تھا اور اس کے علاوہ دیگر انواع کے کفر پائے جاتے تھے تو پھر جائز ہوا کہ اس (عبادت کی) ان کے کرنے والوں سے نفی کی جائے (یعنی اللہ تعالی کی عبادت کی جائے ساتھ میں شرک بھی ہو تو گویا کہ وہ اللہ کے یہاں عبادت ہی شمار نہیں)۔

اور جو بات اسے مزید واضح کرتی ہے وہ یہ کہ بلاشبہ جو امراء وحکام وغیرہ کی اللہ تعالی کی معصیت ونافرمانی میں اطاعت کرلیتا ہے تو بھی اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ ان کی عبادت کرنے والا ہے، کیونکہ وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ شریعت الہی کی مخالفت میں ان کی اطاعت جائز ہے، بلکہ وہ تو ان کی اطاعت دنیا میں (ان کے ڈر سے یا) جلد ملنے والی کسی لالچ میں کرتا ہے، یا پھر اپنی ہوائے نفس کی پیروی میں، تو وہ اس طور پر مشرک شمار نہیں ہوگا اگر وہ اطاعت غیر شرکیہ امور میں ہو جیسا کہ وہ ان کی اطاعت کرے کسی شخص کو ناحق مارنے میں، یا کسی کو ناحق قتل کرنے میں، یا ناحق مال چھیننے میں وغیرہ۔

اور اس باب میں بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ اور میرا نہیں خیال کہ یہ بات آپ سے کم تر علم والے تک پر مخفی ہوں گی (چہ جائیکہ آپ جیسے پر مخفی ہو!)۔

لیکن چونکہ یہ بات آپ کے تعلق سے بہت پھیل چکی تھی تو پھر مجھ پر واجب ہوا کہ میں آپ سے اس بارے میں پوچھوں۔ اور میں آپ فضیلت مآب سے اس بارے میں تفصیلی بیان چاہتا ہوں تاکہ ہم آپ پر سے اس چیز کی نفی کریں جس کی نفی کرنا

واجب ہو، اور بصیرت کے ساتھ آپ کا دفاع کریں، اور جماعت اسلامی کے تعلق سے حق طلب کرنے والے کے لیے اس کی وضاحت کر سکیں۔

اور اگر واقعی جو آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ ایسا ہی ہے تو پھر آئیں ہم اس پر مذاکرہ کریں اور تمام زاویوں سے اس پر تحقیق کریں، اور جن مقامات پر اشکال ہے اس میں دلائل کے ساتھ مناقشہ کریں۔ اور حق تو ہم میں سے ہر ایک کے لیے گم گشتہ متاع ہے (جہاں ملے اسے اپنالے)۔ پس ہم اللہ تعالی سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اس چیز کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہوتا ہے، اور ہم سب کو فقہ فی الدین اور اس پر ثابت قدمی عطاء فرمائے۔ اور ہمارے دلوں اور اعمال کی اصلاح فرمادے۔ اور حق کو ہمارا گم گشتہ متاع بنادے جہاں بھی ہم اسے پائیں اسے لے لیں، بے شک وہ جواد و کریم ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رئیس الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ نبویہ[6]۔

لہٰذا آپ ؒ اس کے تقریباً 16 سال بعد 1408ھ میں باقاعدہ شیخ عمر الملیباری کے ذکر کردہ کلمۂ توحید کے معنی کی تائید فرماتے ہیں جس میں ابو الاعلیٰ مودودی ؒ کا رد بھی ہے۔

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على من بعثه الله رحمة للعالمين، وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد:

میں اس مقالے پر مطلع ہوا جو ہمارے اللہ کے لیے بھائی علامہ شیخ عمر بن احمد الملیباری نے "لا الہ الا اللہ" کے معنی کے بارے میں لکھا۔ میں نے اس پر غور کیا جو کچھ فضیلۃ الشیخ نے اس کے معنی کے تعلق سے تین فرقوں کے اقوال کی وضاحت کی ہے۔ ان کا بیان کچھ یوں ہے کہ:

1- لا معبود بحق إلا الله (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

---

[6] الرسائل المتبادلة بين الشيخ إبن باز والعلماء ص 294. یہی خط کچھ الفاظ کی ترمیم کے ساتھ فتاوی ابن باز > المجلد الخامس > من جوابي لفضيلة الشيخ أبي الأعلى المودودي فيما يتعلق بالفرق بين العبادة والطاعة میں بھی ہے۔

2- لا مطاع بحق إلا الله (اللہ تعالی کے سوا کوئی برحق اطاعت کے لائق نہیں)۔

3- لا رب إلا الله (اللہ تعالی کے سوا کوئی رب نہیں)۔

اور صواب قول سب سے پہلا والا قول ہے جو کہ آپ فضیلت مآب نے واضح کیا۔ اور اسی پر قرآن کریم کے کئی ایک مقامات پر کتاب اللہ دلالت کرتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحۃ: 5)

(ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)

اور فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (الاسراء: 23)

(اور فیصلہ کرلیا آپ کے رب نے کہ نہیں کرو عبادت مگر صرف اسی کی)

اور فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 56)

(اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں کو اور انسانوں کو مگر صرف اپنی عبادت کے لیے)

اور فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾ (الحج: 62)

(یہ اس لیے کہ بے شک اللہ تعالی ہی ہے جو حق ہے اور اس لیے کہ بے شک اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے)

اور اس معنی کی بہت سی آیات ہیں۔ اور یہی بات مشرکین نے بھی سمجھی تھی اس کلمے سے جب نبی کریم ﷺ نے انہیں اس کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

”یاقومی! قُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، تُفْلِحُوا“[7]

(اے میری قوم! لا الہ الا اللہ کہو، کامیاب ہو جاؤ گے)۔

پس انہوں نے اس کا انکار کیا اور اسے قبول کرنے سے تکبر کیا، کیونکہ بلاشبہ وہ اس سے یہ اچھی طرح سے سمجھ گئے تھے کہ یہ اس چیز کے مخالف ہے جس پر ان کے آباء واجداد تھے یعنی بتوں، درختوں اور پتھروں کی عبادت اور انہیں الوہیت کی صفات دینا، جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ ص میں اس کا ذکر فرمایا:

﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ، اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص: 4-5)

(اور انہوں نے اس پر تعجب کیا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا اور کافروں نے کہا یہ ایک بہت بڑا جھوٹا جادوگر ہے، کیا اس نے تمام معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود کر دیا؟ بلاشبہ یہ یقیناً بہت عجیب بات ہے)

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ الصافات میں مشرکین کے متعلق فرمایا:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ، وَيَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾ (الصافات: 35-36)

(بے شک وہ ایسے لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کرتے تھے، اور کہتے تھے کیا واقعی ہم ضرور اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی خاطر چھوڑ دینے والے ہیں؟!)

چناچہ اس سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ اس کا معنی خوب سمجھتے تھے کہ یہ ان کے معبودات کو باطل قرار دیتا ہے اور اس بات کو واجب قرار دیتا ہے کہ عبادت کو اللہ تعالی اکیلے کے لیے خاص کر دیا جائے۔ اسی لیے جب اسلام لائے جو سلام لائے تو انہوں نے جس شرک پر وہ تھے اسے چھوڑا اور اللہ اکیلے کے لیے اپنی عبادت کو خالص کیا۔ اگر اس کا یہی معنی ہوتا کہ: اللہ تعالی کے سوا کوئی رب نہیں یا اطاعت کے لائق نہیں تو وہ کبھی اس کلمے کا انکار نہ کرتے۔ کیونکہ بے شک وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالی ہی ان

---

[7] شیخ مقبل بن ہادی الوادعی نے صحیح المسند 516 میں صحیح کہا۔

کا رب اور خالق ہے، اور بلاشبہ اس کی اطاعت بھی ان پر واجب ہے ان چیزوں میں جنہیں وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہیں۔ لیکن وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان بتوں اور انبیاء، فرشتے وصالحین، درخت وغیرہ کی عبادت کرنا اس طور پر ہے کہ یہ اللہ تعالی کے پاس ہماری شفاعت کرتے ہیں، اور اس امید پر کہ یہ ہمیں اللہ تعالی کا مقرب بنادیتے ہیں اور نزدیکی کا درجہ دلا دیتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کے متعلق ذکر کیا اپنے اس قول کریم میں کہ:

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ﴾

(اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ انہیں نفع دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں)

لیکن اللہ تعالی نے اسے باطل قرار دیا اور اپنے اس قول کے ذریعے اسی آیت میں ان کا رد کیا کہ:

﴿قُلْ اَتُنَبِّـــُٔـوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (یونس: 18)

(کہہ دیجئے کیا تم اللہ تعالی کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے ان سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں)

اور اپنے اس فرمان میں بھی اللہ تعالی نے ذکر فرمایا:

﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ، اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر: 1-3)

(اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالی کی طرف سے ہے جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے، بلاشبہ ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، پس اللہ کی عبادت کیجئے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے، خبردار! خالص دین صرف اللہ تعالی ہی کا حق ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور اولیاء بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالی سے بہت قریب ونزدیک کردیں)

معنی یہ ہوا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اسی لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالی کے زیادہ نزدیک

کردیتے ہیں، تو اللہ تعالی نے ان پر اپنے اس فرمان سے یوں رد فرمایا کہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾

(یقیناً اللہ تعالی ان کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ فرمادے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ تعالی اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو، بہت ناشکرا ہو)

پس اللہ تعالی نے واضح فرمایا کہ وہ اپنے اس زعم میں جھوٹے ہیں کہ ان کے یہ معبودات انہیں اللہ تعالی کا قرب دلاتے ہیں، اور اپنے اس عمل کے ذریعے وہ کافر ہیں، اور اس معنی کی بہت سی آیات ہیں۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وآله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔[8]

اور اس کے 4 برس کے بعد بھی سماحۃ الشیخ رحمہ اللہ نے مودودی کی اس غلطی کو نہیں چھوڑا بلکہ شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ سے اس بارے میں دریافت فرمایا جب آپ نے اپنی مایہ ناز کتاب "منہج الانبیاء فی الدعوۃ الی اللہ" لکھی جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اور مودودی وغیرہ کے منہج میں فرق واضح فرمایا تھا تو ان سے شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے خود وہ معلومات، ردود ومؤاخذات طلب فرمائے جو استاد مودودی کے بارے میں تھے۔

خط رقم 2/352 تاریخ 1412/2/7ھ

عبدالعزیز بن باز کی طرف سے حضرت برادر مکرم فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی (مدرس، جامعہ اسلامیہ) وفقہ اللہ کے طرف۔

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔ وبعد:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ فضیلت مآب نے کچھ باتیں استاد ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ کے تعلق سے لکھی ہیں، پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھی اس میں سے ایک نسخہ عنایت فرمائیں گے جو کچھ آپ نے اس بارے میں لکھا ہے۔۔۔

---

[8] مجلة البحوث الإسلامية > العدد الحادي والعشرون – الإصدار : من ربيع الأول إلى جمادى الثانية لسنة 1408ھ > الفتاوى> فتاوى سماحة الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز > ثانيا معنى لا إله إلا الله۔

اور میں اللہ تعالی سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو اس کام کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے، اور ہم سب کی ہر خیر میں مدد فرمائے، بلاشبہ اللہ تعالی سب سے بہترین ذات ہے جس سے طلب کیا جاتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔(9)

الرئيس العام لإدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد

اور شیخ ربیع حفظہ اللہ نے بھی منہج الانبیاء میں جو مودودی کا رد کیا ہے اس میں اسی قسم کی عبارات (10) ان کی کتب سے لائے ہیں لہذا شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی رد ان پر واقع ہوتا ہے کہ وہ اس صورت میں مودودی کے منہج سے ہرگز بھی راضی نہیں نہ اس کی تائید کرتے ہیں، نہ ان کی تحریر وتحریک کی۔

مزید وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے عقیدے ومنہج وعلم کے جانشین شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے بھی شیخ ربیع حفظہ اللہ کے اس کلام، کتاب ورد کی تائید فرمائی اور اس پر باقاعدہ مقدمہ تحریر فرمایا۔

اس طرح عام دینی تصانیف کے بارے میں حسن ظن اور تاثر کے باعث کبھی عمومی سی تعریف کردینا قطعاً اس شخصیت یا جماعت کے صحیح سلفی عقیدے ومنہج پر ہونے کی دلیل نہیں۔ مثال کے طور پر شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اس موضوع پر کہ ”جہاد صرف دفاعی نہیں ہوتا“ میں دیگر کتب کے ساتھ مولانا مودودی کا بھی ذکر کیا کہ وہ بھی اس مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ بلکہ خود شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ مولانا مودودی اور ان کے منہج کے رد پر لکھی کتاب ”منہج الانبیاء“ میں ذکر فرماتے ہیں کہ:

”تیسرے مکتبۂ فکر کی حامل وہ جماعت ہے جس نے اسلام کی سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی نظام کے گوشوں کا اہتمام کیا اور اپنی تگ

---

9 اس کے علاوہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے اور بھی خطوط ہیں جو شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ کو شخصیات وغیرہ کے تعلق سے معلومات حاصل کرنے کے لیے لکھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ یہ بات بخوبی جانتے مانتے تھے کہ شیخ ربیع حفظہ اللہ کو ایسے افراد کے تعلق سے بھرپور معلومات ہے، اور ان پر علمی رد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور آپ ان کے ردود سے مستفید ہوتے اور ان پر اعتماد فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کسی شخصیت کے احترام کے باوجود اس کی غلطی پر رد ہوگا، اور جو علم کے ساتھ اس کا رد کرے تو اسے قبول بھی کیا جائے گا اور اس کی تائید ہوگی۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

10 اسی کتاب کے مقدمے کے ترجمے بعنوان ”مودودی کا نظریۂ حاکمیت“ کو ہماری ویب سائٹ پر ملاحظہ کریں۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

ودو کو لائبریریوں، منبر و محراب، کالجوں اور یونیورسٹیوں تک وسعت دی، یقیناً ان کی کوششیں لائق قدر ہیں، لیکن انہوں نے سیاسی میدان میں اسلامی سیاست، اللہ کی حاکمیت کی دعوت، اسلامی ریاست کے قیام کے نام پر کچھ ایسی باتیں لکھیں جو قابل گرفت ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے امت اسلامیہ کے نوجوانوں کو اپنی طاقت بروئے کار لانے اور اپنی توانیائیاں لگانے کا احساس دلایا، اور اپنی دعوت کو پیش کرنے کے لئے دلکش اور عقلوں کو فریفتہ کرنے والے طاقتور طریقے آزمانے، اسلامی معیشت کی خوبیوں پر کتابیں لکھیں۔ جس میں بہت سے خوبیاں اور فائدہ مند چیزیں تھی۔ جس کی امت اسلامیہ اس وقت کے لحاظ سے محتاج تھی اس معاملے میں ہم ان کی تعریف کئے بغیر رہ نہیں سکتے"۔

مگر پھر دوسرے ایڈیشن میں خود اس پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ کلام میرا اس وقت کا ہے جب ان کی بہت سے کاوشوں کے بارے میں میرا تصور غیر واضح تھا۔ پھر الحمدللہ جب ان کی تمام باتیں مجھ پر واضح ہوئیں تو میں نے پایا کہ اکثر جو کچھ انہوں نے امت کے لئے پیش کیا ہے اس میں نقصان و خطرات ہی تھے"۔

لہذا علماء کرام حق واضح ہو جانے پر اپنے قدیم مواقف سے رجوع کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ کسی بھی گروہ یا شخصیت سے متعلق علماء کا آخری کلام دیکھنا ضروری ہوتا ہے، اسی لیے تاریخ کی بہت اہمیت ہے۔

یہ بات بھی مد نظر رہے کہ علماء کے سامنے بظاہر جس قسم کی تصویر کشی اپنے منہج اور جماعت و تنظیم کی پیش کی جاتی ہے تو اسی طرح کا فتوی بسا اوقات موصول ہوتا ہے۔ لہذا عمومی فتاوی یا جس کی بنیاد سوال میں بیان کردہ صورتحال پر منحصر ہو خواہ وہ خلاف واقع ہی کیوں نہ ہو، یا پھر قدیم فتاوی کسی جماعت و شخصیت کے تزکیے اور تعدیل کی بنیاد نہیں بن سکتے جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں۔

اور جرح وتعدیل کے اصول کے پیش نظر بھی عام تعدیل یا کسی کتاب یا عبارت کی تعریف وتائید اس شخصیت یا جماعت کی تفصیلی جرح اور ثبوتوں کے ساتھ تنقید ورد پر حاوی نہیں ہو سکتی، بلکہ اسے ہی ترجیح حاصل رہے گی، اور جس کے سامنے حق واضح ہو جائے دلیل کے ساتھ تو اسے کسی بھی حیل وحجت کے ساتھ اسے چھوڑنا جائز نہ ہو گا نہ ہی اس کے پاس اسے نہ ماننے کا کوئی عذر باقی رہے گا۔

اس طرح کی حرکت اخوان المسلمین، تبلیغی جماعت، انصار السنۃ وغیرہ کرتے ہیں کہ قدیم فتاوی یا عمومی فتاوی یا سوال میں ذکر کردہ صورتحال کے پیش نظر فتاوی لالا کر اپنے حق پر ہونے کی دلیل بناتے ہیں۔

اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ کسی کو اس کے لقب سے خطاب کرنا اور دیگر امور کا ذکر بغیر تعقب کے کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ لازماً اسے مکمل طور پر صحیح سمجھتے ہوں جیسے کسی خط میں امیر جمعیت فلاں لکھ دینا، یا جماعت اسلامی یا امیر جماعت اسلامی وغیرہ۔ کیونکہ بعض فضیلت مآب شخصیات سے یہ تک سننے میں آیا کہ ہماری جماعت اور اس کی امارت حق ہے کیونکہ فلاں سلفی سعودی عالم نے خط لکھا یا عید کی مبارکبادی بھیجی تو ان کو امیر فلاں فلاں جماعت بغیر تعقب کے لکھا! حالانکہ اس سے استدلال کرنے والے خود مندرجہ بالا استدلال کو جماعت اسلامی اور ان کے امیر کے حق میں تسلیم کرنے کو ہر گز بھی تیار نہ ہوں گے۔ اگر مانیں گے تو اس سے یہ باطل لازم آئے گا کہ شیخ مختلف مناہج وعقائد رکھنے والی مختلف جماعتوں کی ایک ہی ملک میں مسلمان حکمران ہوتے ہوئے بھی بہت سے امارتوں اور جماعتوں کے قائل تھے اور اس کی ترغیب دیتے اور حمایت کرتے تھے، حالانکہ جب ایک برحق امیر ہے تو دوسرے کا حکم شریعت میں سب کو معلوم ہے۔

اور اس قسم کی دلیل پیش کرنے والوں میں سے بہت سے خود مولانا مودودی کو گمراہ پیشوا تصور کرتے ہیں، پھر وہ اس مندرجہ ذیل سوال وجواب کے بارے میں کیا کہیں گے:

سوال: شریعت اسلامیہ میں وکالت کا پیشہ اپنانا کیسا ہے؟ اور سماحۃ الشیخ آپ کی کیا رائے ہے اس بارے میں جس کی طرف امام علامہ ابو الاعلی المودودی رحمہ اللہ گئے ہیں خصوصاً اس پیشے کے تعلق سے اپنی کتاب "القانون الإسلامي وطرق تنفيذه" کے آخر میں؟ ہمیں افادہ پہنچائیں اللہ تعالی آپ کو نفع دے۔

جواب از شیخ ابن باز رحمہ اللہ:

میں وکالت کے پیشے میں کوئی حرج نہیں جانتا، کیونکہ وہ تو محض دعوؤں اور ان پر جواب کے لیے وکالت ہوتی ہے، بشرطیکہ وکیل حق بات کی بھرپور کوشش کرے، اور جان بوجھ کر جھوٹ نہ بولے جیسا کہ دیگر وکلاء کرتے ہیں۔

اور جہاں تک بات ہے شیخ ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ کے اس کلام کی جس کی جانب اشارہ کیا گیا تو میں نے اس کا مطالعہ نہیں کیا ہے[11]۔

[11] فتاوى ابن باز > الآداب الشرعية > آداب المعاملة > الحلال والحرام > آداب التكسب > أفضل التكسب > س: ما حكم الشريعة الإسلامية في حرفة المحاماة ؟ وما رأي سماحتكم فيما ذهب إليه الإمام العلامة أبو الأعلى المودودي رحمه

چناچہ اتنی کمزور دلیل سے استدلال کرنا عام افراد تک کے لیے معیوب ومضحکہ خیز ہے چہ جائیکہ کوئی اہل علم دنیا کے سامنے عام بیان میں ایسی جسارت کریں۔

اور آجکل بغیر تفصیل کے اس قسم کے فتاویٰ نقل کرنے والے جو اپنے زعم میں خود کو اعتدالی تصور کرتے ہیں، اور اس بات کے انکاری بنے پھرتے ہیں کہ فی زمانہ تو جرح وغیرہ کی ہی نہیں جاسکتی سب باہمی چپقلش وغیبتیں ہیں وغیرہ، لہذا خود اسی خط میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی اس عبارت کو اس قبیل کے لوگ کیونکر ہضم کر پائیں گے اور بر حق جرح وتنقید ورد کرنے والے موجودہ علماء کے خلاف کلام کرنے کے لیے ان کے پاس کیا بچے گا!:

”حالانکہ بلاشبہ اہل علم کی جانب سے کسی پر نقد کرنا یا جرح کے مستحق لوگوں پر جرح کرنا امت کے لیے خیر خواہی چاہنے کے باب میں سے ہے، اور اس کی بدعت یا انحراف سے تحذیر وخبردار کرنا بالکل متعین وحتمی امر ہے جیسا کہ سابقہ لاحقہ تمام علماء اسلام کرتے آئے ہیں (یعنی یہ کوئی معیوب بات نہیں)۔“۔

چناچہ اس مندرجہ ذیل فتویٰ پر غور کریں جس پر کوئی تاریخ وغیرہ نہیں ہے، اب اسے تبلیغی جماعت کی طرح پیش کرنا کس قدر ناانصافی ہو گا۔

سوال: ہم آپ سماحۃ الشیخ سے چاہتے ہیں کہ آپ اپنی رائے بتائیں ابو الاعلیٰ مودودی، ابو الحسن ندوی اور سید قطب کی تالیفات کے بارے میں؟

جواب از شیخ ابن باز رحمہ اللہ:

یہ سب مفید کتب ہیں۔ ان تین اشخاص رحمہم اللہ کی ساری کتب مفید ہیں۔ ان میں خیر کثیر ہے البتہ بعض غلطیوں سے وہ خالی نہیں۔ ہر انسان کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی، یہ معصوم نہیں، اور ایک طالبعلم اگر ان پر غور وفکر کرے گا تو وہ جان لے گا جو کچھ ان میں غلطیاں ہیں، اور اس تعلق سے حق بات کیا ہے۔ ان تینوں نے رحمہم اللہ خیر کے لیے جدوجہد کی، خیر کی جانب دعوت دی اور اس سلسلے میں مشقتوں پر صبر کیا۔

الله بخصوص هذه الحرفة في آخر كتابه القانون الإسلامي وطرق تنفيذه؟...

اسی طرح سے ابو الحسن موجود ہیں الحمدللہ ان میں خیر کثیر ہے۔ لیکن وہ معصوم نہیں نہ ہی ان کے علاوہ دیگر علماء معصوم ہیں۔ عصمت تو صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے جو کچھ وہ اللہ تعالی کی طرف سے پہنچاتے ہیں۔ چناچہ رسولوں کو تو اللہ تعالی نے جو کچھ وہ اس کی طرف سے پہنچاتے ہیں اس میں معصوم رکھا ہے۔ یہ تو حال ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا، البتہ جو علماء کرام ہیں تو ہر عالم سے غلطی اور صواب دونوں ہوتے ہیں لیکن الحمدللہ ان کا صواب زیادہ ہوتا ہے، انہوں نے افادہ پہنچایا، آگے تک علم پہنچایا اور لوگوں کو نفع پہنچایا۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ اپنے زمانے کے امام دار الہجرہ فرماتے ہیں:

”ہم سے ہر ایک کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے چھوڑا بھی جاسکتا ہے سوائے ان صاحب قبر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے“۔

پس ایک مومن علم حاصل کرے، اسی طرح سے ایک مومنہ بھی علم حاصل کرے، دین میں تفقہ وبصیرت حاصل کرے، اور جس چیز میں اشکال ہو اس کے بارے میں سوال کرے، قرآن پڑھے، سنت پڑھے۔ ان کا خصوصی اہتمام کرے یہاں تک کہ حق دلائل کے ساتھ اس کے سامنے واضح ہو جائے، اور تاکہ وہ غلطی کو پہچان سکے۔ اگر کوئی عالم غلطی کرتا ہے تو یہ جائز نہیں کہ ہم کہیں کہ ہمارے لیے جائز نہیں کہ یہ فلاں ہے یعنی جلیل القدر عالم ہے (تو اس کا رد نہ ہو بلکہ) اس کے ہر قول کو یونہی بنا دیکھے لے لیا جائے، نہیں۔ بلکہ ہمیں اسے خوب پرکھنا چاہیے اور اسے شرعی دلائل پر پیش کرنا چاہیے جو اس کے موافق ہو تو اسے قبول کیا جائے، اور جو شرعی دلائل کے مخالف ہو تو اسے ترک کر دیا جائے، اگرچہ اس کی قائل کوئی عظیم ہستی ہی کیوں نہ ہو، اور اگرچہ اس کے لیے اجر عظیم ہی کیوں نہ ہو، اور اگرچہ وہ خیر میں اجتہاد کرنے والا ہی کیوں نہ ہو، اور اگرچہ وہ بہت مشہور ومعروف ہی کیوں نہ ہو[12]۔

حالانکہ اس فتویٰ میں حسن ظن کا عمومی قاعدہ پایا جاتا ہے ساتھ ہی غلطیوں کی جانب نشاندہی بھی ہے۔ اور آخر میں عظیم نصیحت بھی ہے ان لوگوں کو سوچنا چاہیے جو ان قدرآور شخصیات کے علمی ردود پر بلبلا اٹھتے ہیں کہ: ”حق کو شخصیات سے نہیں بلکہ شخصیات کو حق سے پہچانا جاتا ہے“۔

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل وفاعل رہے ہیں اور اسی کی نصیحت کرتے رہے ہیں۔ لہذا خود علامہ ابن باز رحمہ اللہ ہی کیوں نہ کسی کی تعریف فرمائیں لیکن آپ پر کسی دوسرے سلفی عالم کی طرف سے اس شخصیت یا جماعت کا اصلاً غلط منہج یا بعد میں منہجی بگاڑ کا آجانا وغیرہ دلائل سے ثابت کر دیا جائے تو آپ کے ذمے اس حق کو قبول کرنا بنتا ہے ناکہ اس قسم کے فتاویٰ لاکر علماء

---

12 شیخ کی آفیشل ویب سائٹ سے: ” مؤلفات أبي الأعلى المودودي، وأبي الحسن الندوي ، وسيد قطب “۔

کے کلام میں ٹکراؤ ثابت کرنا۔

لہذا بعد کے فتاویٰ جب تفصیل اور ثبوت کے ساتھ پوچھیں جائیں تو شیخ رحمہ اللہ کے جوابات ملاحظہ کیجئے، اور اس فرق کو سمجھیں:

سید قطب اپنی تصنیف "التصوير الفنی فی القرآن" ص200 میں لکھتا ہے:

"مثال کے طور پر ہم سیدنا موسی علیہ الصلاۃ والسلام (کے کردار) کو لے لیتے ہیں، وہ پرجوش، متعصب مزاج لیڈر کی ایک مثال ہیں"۔

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اس کلام پر تعلیق فرماتے ہیں کہ:

"انبیاء کا مذاق اڑانا ایک مستقل ارتداد ہے" (یعنی ایسا شخص دین سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے)۔

(اقتباس از کیسٹ اقوال العلماء فی سید قطب، مکتبہ منہاج السنۃ کی آڈیو ریکارڈنگز، ریاض)

اپنی کتاب "کتب و شخصیات" ص242 میں لکھتے ہیں:

"معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی علی رضی اللہ عنہ پر غالب آنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ ان سے زیادہ لوگوں کی نفسیات سے واقف تھے، اور حالات کی مناسبت سے صحیح قدم اٹھانے میں زیادہ سمجھ بوجھ رکھتے تھے، بلکہ وہ اس لئے غالب آئے کہ وہ ہر قسم کے ہتھکنڈوں کا آزادانہ استعمال کرتے تھے، جبکہ علی رضی اللہ عنہ کو اس جنگ کے وسائل چننے میں ان کے اعلیٰ اخلاق و کردار نے پابندِ سلاسل کر رکھا تھا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جھوٹ، دھوکہ بازی، چالبازی، منافقت، رشوت اور لوگوں کو خریدنے میں تیزی دکھاتے، ایسے وقت میں علی رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو اتنا نیچے نہیں گرا پاتے، چناچہ یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں کہ وہ کامیاب ہوں اور علی رضی اللہ عنہ ناکام ہو جائیں، اور یہ وہ ناکامی ہے جو تمام کامیابیوں سے بڑھ کر ہے"۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اس کلام پر تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"معاویہ اور عمر بن العاص رضی اللہ عنہما کی برائی پر مبنی اس کا یہ کلام قبیح ہے، نہایت ہی قبیح"۔

اور ان کتب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"انہیں پھاڑ دینا چاہیے"۔

(کیسٹ: اقوال العلماء فی سید قطب)

سید قطب سورۂ طٰہ میں آیت 5 ﴿الرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ (وہ رحمن ہے جو عرش پر بلند ہوا) کی تفسیر (2328/4) میں لکھتا ہے:

"اور تمام کائنات پر اسی کا قبضہ ہے ﴿عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ استوی علی العرش حد درجہ غلبے اور قبضے سے متعلق کنایہ ہے"۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اس کی اس بات پر تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس کا مطلب تو استویٰ جس کا صحیح معنی ہے عرش پر بلند ہونا کا انکار کرنا ہوا، اور یہ باطل ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ بیچارہ تفسیر میں اِدھر اُدھر بھٹک رہا ہے"۔

(کیسٹ: اقوال العلماء فی سید قطب)

بلکہ شیخ رحمہ اللہ کے فتاویٰ سے اپنا منہج موازنات کشید کرنے والوں کو یہ فتاویٰ بھی پڑھ لینے چاہیے:

سوال: اہل بدعت اور ان کی کتب پر نقد کرنے کے تعلق سے اہل سنت کے منہج کے بارے میں سوال ہے کہ کیا یہ واجب ہے کہ ان کے محاسن اور برائیاں دونوں بیان کی جائیں یا پھر صرف ان کی برائیوں کو ہی بیان کیا جائے گا؟

جواب از شیخ ابن باز رحمہ اللہ:

اہل علم کا کلام ان کی برائیوں پر تنقید کے تعلق سے ہوتا ہے تاکہ اس سے خبردار رہا جائے، اور ان غلطیوں کا بیان ہوتا ہے جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں تاکہ ان سے بچا جائے۔ البتہ جو اچھی باتیں ہیں وہ تو معروف ہیں، اچھی چیز تو قبول ہی ہوتی ہے، لیکن اصل مقصود تو ان کی غلطیوں سے تحذیر (خبردار) کرنا ہوتا ہے جیسے جہمیہ، معتزلہ ورافضہ اور ان جیسے دوسرے۔ اگر واقعی ضرورت پڑ جائے کہ ان کے پاس جو حق ہے اس کو بیان کرنا ہو تو کرسکتے ہیں۔ جیسے اگر کوئی سائل پوچھ ہی لے کہ ان کے پاس حق بات میں سے کیا کچھ ہے؟ کن باتوں میں وہ اہل سنت کے ساتھ موافق ہیں؟ اور مسؤول اسے جانتا ہو تو پھر وہ بیان کردے۔ لیکن جو سب سے بڑا مقصود ہے اور اہم ہے وہ تو ان کے پاس پائے جانے والے باطل کا بیان کرنا ہے، تاکہ سائل اس سے بچے

اور ایسا نہ ہو کہ وہ ان کی طرف مائل ہو جائے۔

دوسرے سائل نے پوچھا: **بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ موازنہ کرنا واجب ہے یعنی اگر آپ کسی بدعتی پر تنقید کرتے ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں تو پھر یہ بھی آپ پر واجب ہے کہ اس کی اچھائیاں بھی بیان کریں تاکہ اس شخصیت پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو؟**

جواب: نہیں، یہ ضروری نہیں، یہ لازم نہیں۔ اسی لیے جب آپ اہل سنت کی کتب پڑھیں گے تو ان میں تحذیر کو ہی اصل مراد پائیں گے، جیسے آپ پڑھیں امام بخاری کی کتاب "خلق أفعال العباد" اور "كتاب الأدب" جو کہ صحیح بخاری میں ہے اور "السنة" امام عبداللہ بن احمد کی، کتاب "التوحيد" امام ابن خزیمہ کی اور "رد عثمان بن سعيد الدارمي على أهل البدع" رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دیگر۔۔۔ وہ انہیں اس لیے لاتے تاکہ ان کے باطل سے تحذیر کی جائے، پھر آخر ان کی اچھائیاں گنوانا چی معنی دارد۔۔۔ جب مقصود ہی ان کے باطل سے تحذیر ہے۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ان کے محاسن کی کوئی وقعت ہی نہیں جو کفر میں مبتلا ہوں یعنی جس کی بدعت کفر کو پہنچتی ہو تو اس کے تمام حسنات ہی رائیگاں ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کفر تک نہیں بھی پہنچتی تو بھی وہ عظیم خطرے پر ہے۔

الغرض جو اصل مقصود ہے وہ ان کی غلطیاں اور مغالطوں کا بیان ہے کہ جن سے تحذیر کرنا واجب ہے[13]۔

لہذا ان بیان کردہ فرق کو اور ان اہم منہجی نکات کو ہر صاحب بصیرت موازنہ کرکے بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو علم نافع، عمل صالح اور عقیدہ و منہج کی بصیرت عطاء فرمائے۔

---

13 شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دروس میں سے ایک درس کی ریکاڈ شدہ کیسٹ سے ماخوذ جو سن 1413ھ کی گرمیوں میں طائف میں بعد نماز فجر منعقد ہوا تھا، یعنی مولانا مودودی کے رد سے متعلق شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ ربیع حفظہ اللہ کو لکھے گئے خط اور منہج الانبیاء کتاب میں مولانا مودودی کے رد کے تقریباً ایک آدھ سال بعد۔ اور یہ کلام من و عن شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ نے اسی موضوع پر اپنی تصنیف "منهج أهل السنة والجماعة في نقد الرجال والكتب والطوائف" (شخصیات، کتب اور جماعتوں کے رد کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا منہج) کے شروع میں ذکر کیا، اس کتاب کی تائید خود شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالعزیز الراجحی حفظہ اللہ کے ذریعے فرمائی۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔